رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۵

قُل اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیمٌ

...نصرت کیسا اک سماں پر شور ہے | عَسٰی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

الفضل

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دے گا

(الہام حضرت مسیح موعود)

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری اُمور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو۔

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا ۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۷ | مورخہ ۴ نومبر سنہ ۱۹۱۹ء | سہ شنبہ | مطابق ۱۰ صفر سنہ ۱۳۳۸ھ | نمبر ۳۶

مدینۃ المسیح (علیہ السلام)

(۳۱ اکتوبر) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ اہم دینی اُمور میں مصروف ہیں ۔

مولانا خواجہ محمد عبید اللہ صاحب بسمل بغرض تبلیغ بعض خاص مقامات پر بھیجے گئے ہیں ۔

آج کل ایسی ہوا چلی ہے ۔ کہ اکثر لوگوں کو نزلہ و زکام کی کسی قدر شکایت ہے ۔ موسمی بخار کا بھی سلسلہ جاری ہے ۔ اللہ تعالیٰ رحم فرماوے ۔

حضرت میاں چراغ دین صاحب رئیس لاہور گورنمنٹ پنشنر دو ایک روز کے لئے دارالامان تشریف لائے تھے ۔ اور جمعہ کے دن واپس چلے گئے ۔

نامہ لنڈن

(نوشتہ جناب مولوی عبد الرحیم صاحب نیر)

(۱)

برادر محمد سلمان فیتھ کا خط

اب ہم اپنے نئے قابل بھائی اخویم محمد سلمان کے نامہ اخلاص کا ترجمہ انگریزی سے اردو میں کرتے ہیں ۔ جو حسب ذیل ہے ۔

بحضور حضرت خلیفۃ المسیح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ حضرت اقدس ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ میں نہایت خوشی کے ساتھ حضور کو اطلاع دیتا ہوں ۔ کہ عرصہ تین برس کا ہوتا ہے ۔ جب میں اور قاضی عبد اللہ صاحب سے پہلے پہل ہائڈ پارک لنڈن میں ملاقی ہوا تھا ۔ گو میں بطور ایک یہودی طالب حق کے ہمیشہ راستی کا متلاشی رہا ہوں ۔ مگر مسیح آخر زمان کی صداقت کا انکشاف اسوقت مجھ پر نہ ہو سکا ۔ میں جنگ میں والنٹیر ہو کر چلا گیا ۔ اور پھر بیمار ہو کر واپس گھر آ گیا ۔ واپسی کے بعد متواتر برادران مفتی محمد صادق اور قاضی عبد اللہ صاحب کے ساتھ خط و کتابت اور میل و ملاقات کا سلسلہ جاری رہا ۔ آخر ش میں نے حال ہی میں ایک رویا دیکھی کہ میں ایک چٹان پر کھڑا ہوں ۔ اور ایک پاک صورت انسان مشرقی لباس میں اپنا ہاتھ دوسری چٹان پر سے میری طرف پھیلا کر مجھے ایک رسی پکڑنے کا اشارہ کر رہا ہے اور اسوقت قریب تھا کہ میں غرق ہو جاؤں ۔"

اس رویاء کے بعد سے میرا کھانا اور سونا موقوف رہا میں نے بائبل کے صفحات کی تلاش کی کہ کوئی صداقت میرے اطمینان کے لئے مل جاوے ۔ مگر تمام ورق گردانی بے سود ثابت ہوئی ۔

۱۷ ستمبر سٹار سٹریٹ پہونچا ۔ اور برادران عبد اللہ ...

سے ملا۔ ہم نے اکٹھے چائے پی۔ اور قرآن مجید کی خوبیوں پر گفتگو ہوتی رہی۔ دوران گفتگو میں میں نے اپنی رؤیاء سُنائی۔ اور (عبداللہ وٹیر) نے قرآن پاک سے مجھے میری مطلوبہ آیت دکھائی۔ پھر مجھے مقدس حضرت محمود کا فوٹو دکھایا گیا۔ اس فوٹو کو دیکھ کر میں نے پہچان لیا کہ:۔

"یہ وہی مقدس وجود ہے۔ جو رؤیا میں مجھ سے مخاطب ہوا تھا۔ صرف فرق یہ تھا کہ عالم رؤیا میں آپ کا لباس سفید تھا۔

ان واقعات کے بعد ایک پاک تحریک میرے اندر ہوئی۔ اور ایک آواز نے مجھے کہا کہ موت آنے سے قبل اس سچائی کو قبول کرلو"

اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں نے خدا کی رسی (حبل اللہ) کو پکڑ لیا ہے۔ اور صداقت کو قبول کرلیا ہے۔ میں نے خداوند واحد سے جو کہ تمام کون و مکان کا ابدالآباد سے اللہ ہے۔ دُعا کی ہے کہ وہ میرے گناہ بخشے ؛

اب میں خوش ہوں۔ اور میرے ضمیر پر سے بوجھ اتر گیا ہے۔ اور اب میں اللہ کی عبادت خشیت و عظمت الٰہی اور صداقت اسلام کو مد نظر رکھ کر رہا ہوں۔ اور میں التجاء کرتا ہوں۔ کہ حضور کی دُعائیں اور برکتیں میرے ساتھ ہوں تاکہ میں صداقت کا سچا پیرو ثابت ہوں۔ اور کہ مجھے شیطان کا مقابلہ کرنے کی طاقت عطا ہو۔ اور میں مخالفت و معاندت کی تکالیف کو برداشت کرسکوں پھر مجھے میری ضروریات بھی اللہ کے جلال کے خزائن سے مہیا ہوتی رہیں ؛

حضور کے مقدس ہاتھ پر میں برکت چاہتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے روحانی قوت بخشے۔ اور اس قابل بنا دے۔ کہ میں ان تمام لوگوں کو جو مجھ سے ملیں صداقت کا وعظ کرسکوں۔

میں عبرانی۔ جیدٹش۔ روسی۔ جرمن۔ پشش۔ فنش زبانوں پر عبور رکھتا ہوں۔ فلیمش (ہالینڈ و بلجیم کی زبان) بھی قدرے جانتا ہوں۔ میں خدا کے جلال اور اسلام کی عظمت کا اظہار کرنے کے لئے اپنی خدمات حضور میں پیش کرتا ہوں۔ جس رنگ میں حضور چاہیں حاضر ہوں دوسرے عریضہ میں اور زیادہ عرض کروں گا۔ حضور کے مقدس ہاتھوں سے ایک سطر کا منتظر اور جلدی کا اُمیدوار - اللہ تعالیٰ کے نام پر دُعا کا خواستگار

محمد سلمان فنیتھ۔

ایک اور نومسلم

حضرت مفتی صاحب کی تبلیغ سے ایک اور انگریز مسٹر ڈبلیو جے سارش حلقہ بگوشان اسلام میں داخل ہوا ہے۔ اور مفتی صاحب نے اس کا نام یحییٰ رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ استقامت بخشے ؛

ایران سے ایک خط

لنڈن احمدیہ مشن کے کام کی رپورٹیں صرف ہندوستان کے اخبارات میں شائع ہوتی ہیں۔ بلکہ مصر و ایران میں لوگ ہماری رپورٹیں شوق سے پڑھتے ہیں۔ اور سلسلہ کے حالات سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ ایران کا ایک خط جو حضرت مفتی صاحب کے نام آیا ہے۔ اس میں سے ایک نظم حسب ذیل ہے

ایران سے فارسی نظم

زاسلام و توحید و قرآن حق
رواں در بدن جاں بباید ز حق

اساس مساوات نوع بشر
نہادہ است آنکس کہ شق القمر

نمود و بدو نیمہ مر ماہ را
فزونی نداد از گدا شاہ را

ازاں جنبش احمدی خوش دلم
بخدمت نوازی بلے مائلم

بکیش بشیر و بکیش نذیر
بذات علی کل شیٔ قدیر

محمد رسول و محمد امین
بحمد و سپاس و بعلم و یقین

دگر عشق و میلے و جارم شدہ است
سعادت قرین افتخارم شدہ است

نوائے صادق مفتی پاک رائے
سعادت بیابے بہر دو سرائے

زپنجاب ایران۔ غرب و ز شرق
زدے تاج نصرت مکلل بفرق

زتبلیغ ہائے نوائے قادیاں
شدہ روح ایران بسے شادماں

زدہ قادیاں کوس دین رسول
خوشا حال آنکس نماید قبول

کسے میتواند شناسد مسیح
کہ قرآں بخواند بلفظ فصیح

ہر آنکس رسول خدا را شناخت
مسیح نبی را ز بالا شناخت

بقرآن مسیح است رُوح خدا
مسیح از محمدؐ نباشد جُدا

مرزا احمد خان (طہران)

اخبار احمدیہ

درخواست دُعا

برادر خلیل الرحمٰن صاحب سامانہ کے مشکلات کے حل کے لئے اور میاں امام دین سکنہ مونگ کی بیوی بیمار ہے۔ ان کی صحت کے لئے دعا کی جائے۔ اللہ تعالیٰ سب پر رحم فرمائے آمین۔

ولادت

منشی محمد الدین صاحب محرر لنگر خانہ حضرت اقدس ؑ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور خادم دین بنائے ؛

نماز جنازہ

برادر خلیل الرحمان صاحب سامانہ کی ہمشیرہ اور برادر ابراہیم صاحب سامانہ کی لڑکی نعمت بی بی فوت ہو گئی ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون احباب جنازہ غائب پڑھیں ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۴ - نومبر سنہ ۱۹۱۹ء

احمدیوں کے لئے رشتہ ناطہ میں دقتیں

اسی موضوع پر برادرم محترم جناب قاضی محمد یوسف صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ پشاور کا ایک مفصل مضمون الفضل کی گذشتہ سے پیوستہ اشاعت میں درج ہو چکا ہے۔ امید ہے۔ احباب نے اسے غور سے ملاحظہ فرمایا ہو گا اور دیکھا ہو گا۔ کہ جناب قاضی صاحب موصوف نے کس جامعیت اور تلاش کے ساتھ وہ مضمون لکھا ہے۔ تاہم میں بھی چاہتا ہوں کہ اس مضمون پر اسوقت کسیقدر خیالات کا اظہار کروں اور باقی پھر کبھی ؂

اسمیں شک نہیں کہ یہ امر واقعہ ہے کہ احمدیوں کو جس قدر دقتیں رشتے ناطے میں پیش آرہی ہیں۔ وہ حد سے بڑھی ہوئی ہیں۔ اور یہ دقتیں دو قسم کی ہیں۔ ایک تو وہ ہیں۔ جو ہمارے مخالفوں کی طرف سے ہمارے لئے مہیا کی گئی ہیں۔ اور ایک وہ ہیں۔ جو خود ہماری ہی پیدا کی ہوئی ہیں۔ غیر کے ہاتھ کے زخم برداشت ہو سکتے ہیں لیکن خود کردہ را درمانے نیست۔ پہلی دقتیں۔ یعنی وہ دقتیں جو ہمارے مخالفوں نے ہمارے لئے مہیا کی ہیں۔ وہ اس قسم کی ہوتی ہیں۔ کہ جب کوئی شخص احمدی ہوتا ہے تو اس کے تمام کے تمام عزیز و اقارب اسکی جان کے اس کے مال کے۔ اس کی عزت و آبرو کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ وہ شخص قبل از احمدیت کیسی ہی شرمناک زندگی بسر کرتا رہا ہو۔ لیکن اسوقت وہ ان کو محبوب تھا اس کو اپنے عزیزوں کی ہمدردی حاصل تھی۔ اس کے غمخوار۔ اس کے بہن بھائی۔ چچا۔ تایا۔ ماں۔ باپ جو تھے۔ مگر اب جب اُسنے حلقہ احمدیت میں آکر اس گندسے نجات پائی۔ اور صلاحیت کو اختیار کیا۔ اور ناپاک چولے کو اُتار کر تقویٰ و طہارت کو شیوہ اختیار کیا۔ تو وہ انہی عزیزوں کی نظروں میں ناپاکوں سے بڑھ کر ناپاک گندوں سے بڑھ کر گندہ اور تمام بدیوں کا ملجا اور خرابیوں کا ماویٰ اور تمام مصائب کا سرچشمہ ہو گیا۔ اور اس قابل ہو گیا۔ کہ اس کی گردن اُڑا دی جائے۔ اس قابل ہو گیا کہ اس کو زندہ دفن کر دیا جائے۔ اس قابل ہو گیا کہ اس کے جسم کو بوٹی بوٹی کر کے چیل۔ کوؤں کی خوراک بنا دیا جائے۔ یہ محض تخیل نہیں۔ بلکہ واقعات ہیں۔ ایسی حالت میں غیروں سے یہ توقع رکھنا کہ وہ اپنی لڑکی اس شخص کے نکاح میں دیدینگے سخت ترین غلطی ہو گی۔ (بجز تمول یا بعض خاص وجوہ کے جن کی تشریح کا محل نہیں) کیونکہ یہ تو وہ موقعہ ہے کہ اس کو اپنی پہلی بیوی کی طرف سے بھی خطرہ دامنگیر ہوتا ہے کہ میرے مخالف اسے بھی میرے قبضہ میں رہنے دینگے یا نہیں۔

غرض اس قسم کے سلوک ہوتے ہیں۔ جو احمدیت کو قبول کرنیوالوں سے ان کے اعزہ کی طرف سے روا رکھے جاتے ہیں۔ اِلّا ماشاء اللہ۔

یہ اور اسی قسم کی اور بعض دقتیں ہوتی ہیں۔ جو عام طور پر احمدیوں کے رشتوں وغیرہ کے بارے میں غیروں کی طرف سے پیدا کی جاتی ہیں۔ لیکن یہ تمام دقتیں کچھ بھی تکلیف دہ نہیں۔ کیونکہ جب ایک شخص حق کو قبول کرتا ہے تو وہ پہلے دن ہی یقین کر لیتا ہے۔ کہ میں اپنے عزیزوں کی نظروں میں زندہ ہی مر گیا۔ اور یہ بھی مجھ سے علیحدہ ہو گئے پس غیروں کی پیدا کی ہوئی دقتیں اور تکلیفیں زیادہ کٹھن اور باعث حزن و ملال نہیں ہوتیں۔ اس کے مقابلہ میں دوسری دقتیں اور تکلیفیں وہ ہیں جو خود احمدیوں نے اپنے لئے پیدا کر لی ہوں نہ ان کا علاج ہے۔ نہ وہ قابل برداشت ہیں۔ میں نے جیسا کہ بیان کیا کہ جب کوئی شخص احمدی ہوتا ہے۔ تو اس کے تمام پہلے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں وہ ایک نئی برادری اور نئے رشتوں میں منسلک ہوتا ہی پس اگر یہ بھائی بند بھی اس سے دُور و نفور ہیں۔ تو اسکے ہموم و غموم کیونکر دور ہو سکتے ہیں۔ اور اسکی مشکلات کیونکر حل ہو سکتی ہیں ؂

جب ہم احمدی ہو گئے۔ تو گویا ہم نے ان تمام ظاہری بندھنوں اور قیدوں کو توڑ دیا۔ جنمیں جاہلیت کے زمانہ میں مقید تھے۔ ہماری قوم احمدی قوم ہے۔ ہماری برادری احمدی برادری ہے۔ ہم احمدی ہیں۔ اور احمدیوں سے پیوند کرنا چاہتے ہیں۔ اور احمدیت کیا ہے۔ خالص اسلام جو محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم لائے تھے اور جسے اب اس کی اصلی شکل میں آپکے رُوحانی وارث مسیح موعود نے ظاہر فرمایا۔ جس طرح محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے خود دکھا دیا تھا۔ کہ اعزاز و اکرام کسی خاص قبیلہ و قوم میں سے ہونے سے میسّر نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ جنس ایسی ہے۔ جو ہر شخص کو اپنے اعمال و افعال سے مل سکتی ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود نے اپنے طرزِ عمل سے اس زمانہ میں اسبات کو ثابت کر دیا ہے کہ مکرم و محترم انسان اپنے ہی افعال و اعمال اور تقویٰ اللہ سے ہوتا ہے نہ کہ کسی قوم اور قبیلہ کی طرف منسوب ہونے سے۔ اگر اس سوال کو ہم سمجھ لیں۔ جیسا کہ احمدیوں کے ایک حصہ نے سمجھا ہوا ہے تو ضرور تمام دقتیں اور مصیبتیں دور ہو سکتی ہیں۔

مکرم قاضی صاحب نے اپنے مضمون میں بتایا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے سیدوں کے خاندان میں شادی کی۔ لیکن میں کہتا ہوں۔ حضور نے قواسبات کو کمال تک پہونچا دیا ہے۔ کہ بڑائی اور عزت اعمال و افعال طور و طریق سے متعلق ہے۔ چنانچہ حضور کے تینوں صاحبزادے مغلوں کے ہاں نہیں بیاہے گئے یہی نہیں۔ بلکہ حضور کی دونوں صاحبزادیوں کی شادی بھی مغلوں میں نہیں ہوئی۔

پس ان روشن مثالوں سے واضح ہے کہ ذات پات کا خیال نہایت ہی لغو اور بیہودہ ہے۔ اور محض ذات کی بناء پر تفاخر بے معنی اور لایعنی ہے۔ جو لوگ احمدی ہو کر پھر ان مثالوں سے فائدہ نہیں اُٹھاتے۔ بجا ہے اگر انہیں رشتے ناطے کے بارے میں مشکلات پیش آئیں۔ خدا نے تو ایک قوم بنائی۔ لیکن لوگ ہیں۔ کہ خدا کی بنائی ہوئی قوم سے علیحدہ ہو کر پرانی لکیر کے فقیر ہوئے بیٹھے ہیں ؂

یہاں تک تو محض ایک ہی شق بیان ہوئی ہے۔ [illegible] اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ محض ذات پات کا [illegible]

ہی تکلیف کا موجب ہوئی ہے۔ بلکہ اس کے سوا بعض اور باتیں بھی ہیں۔ جو دقتوں میں ڈالتی ہیں۔ مثلاً بعض لوگوں کو یہ تو خیال نہیں ہوتا۔ کہ وہ قومیت کے سوال کو اٹھائیں مگر ان کے لئے مالی پہلو کا سوال بہت اہمیت رکھتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ یوں سمجھئے۔ کہ اگر ایک شخص کی سو یا سوا سو روپیہ ماہوار آمد ہے۔ اور اس کے کنبہ میں آٹھ یا دس فرد ہیں۔ جن کا گذارہ اسی سو سوا سو روپیہ پر ہے۔ اور اس کی ایک یا دو لڑکیاں ہیں۔ جو قابل نکاح ہیں۔ تو وہ اس آمدنی پر خیال کرتا ہے۔ کہ میں ایک مالدار شخص ہوں۔ اور اتنا مالدار کہ میری لڑکیوں کا رشتہ ایسے شخص سے ہونا چاہیئے۔ جس کی آمدنی مجھ سے زیادہ نہیں تو کم از کم برابر ہو۔ اگر کوئی شخص جس کی ماہوار آمدنی تیس یا چالیس روپیہ ہو۔ ان سے رشتہ کی درخواست کرے۔ تو وہ اس کی درخواست کو شرف قبولیت نہیں بخشینگے اس بناء پر کہ اسقدر قلیل آمدنی والے کے ہاں ہماری لڑکی آرام کی زندگی بسر نہیں کریگی۔ حالانکہ اگر حساب کے رُو سے دیکھا جائے۔ تو اس سو یا سوا روپیہ ماہوار آمد والے سے اس شخص کی جس کی تیس روپیہ ماہوار آمدنی ہے حالت اچھی ہے۔ کیونکہ وہ تیس روپیہ ماہوارہ کا اکیلا مالک ہے برخلاف ازیں اول الذکر کے سو یا سوا سو روپیہ کے دس بخرے ہوتے ہیں۔ پس اس لحاظ سے ماننا پڑے گا کہ تیس روپے والے کی حیثیت سو یا سوا روپیہ آمد والے سے ۔ کم نہیں۔ البتہ زیادہ بھی جا سکتی ہے ورنہ برابر ہونے میں تو شک ہی نہیں۔

چونکہ بعض لوگ عام طور پر اس خیال میں پڑے رہتے ہیں۔ اس لئے بھی انہیں اس معاملہ میں دقتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ اس کا بدیہی مضر نتیجہ یہ ہے کہ جسطرح ان کی بڑی خواہش ہوتی ہے کہ لڑکے والے بھی بڑی جگہوں کی تلاش میں ہوتے ہیں۔ ان کو بھی پسند نہیں ہوتا۔ کہ کسی مالی لحاظ سے کم حیثیت کے خاندان سے تعلقات پیدا کریں۔ اس صورت میں ان دونوں کو رسول کریم کی یہ بات بھول جاتی ہے۔ کہ مرد کو دیندار عورت کو ترجیح دینا چاہیئے۔ اسی طرح لڑکی والوں کا فرض ہے۔ کہ وہ دیندار لڑکے کو پسند کریں۔ مگر اس مالی پہلو کے خیال کے باعث افسوسناک باتیں ظہور میں آتی ہیں کہ لوگ ایسے لوگوں کو پسند کر لیتے ہیں۔ جن کا دینی پہلو تاریک ہوتا ہے اور اس کے لئے بسا اوقات لوگوں کو غیروں کی طرف رُخ کرنا پڑا ہے۔ اور اسی طرح مرد دیندار عورت کی بجائے ایک ایسی جگہ تعلق پیدا کر لینے یا کرنے کو پسند کرتے ہیں۔ جہاں کی دینداری برائے نام بھی نہیں ہوتی۔ اور ایسے رشتے غیروں میں مل جاتے ہیں۔ کیونکہ دولتمندوں سے تعصب کم از کم دنیا کی شریعت میں روا نہیں۔

اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ ہماری جماعت میں ہر جگہ اس قسم کی باتیں ہیں۔ بلکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ اس قسم کی بھی باتیں ہوتی ہیں۔ جن سے رشتوں ناطوں میں دقتیں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ ورنہ ہماری جماعت میں بکثرت ایسی مثالیں کہ لوگوں نے ایثار کے اعلےٰ سے اعلےٰ نمونے پیش کئے ہیں۔ جن کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے۔ کہ لوگوں نے دینداری کے پہلو کو کس اعلےٰ درجہ تک اختیار کیا ہے۔

جی تو چاہتا ہے کہ اس مسئلہ کے سارے پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائے۔ لیکن اب نہ فرصت ہے نہ گنجایش۔ اس لئے اگر خدا نے چاہا۔ تو پھر کبھی ٭

حضرت حافظ حامد علی مرحوم کے حالات

احباب کو معلوم ہے کہ حضرت حافظ حامد علی مرحوم ۸۔ ستمبر ۱۹۱۹ء کو فوت ہو گئے ہیں۔ آپ کے انتقال کی خبر اخبار میں شائع ہو چکی ہے۔ لیکن ان کے حالات سلسلہ کے کسی اخبار میں شائع نہیں ہوئے۔ اس کا افسوس جو مجھ کو ہے وہ بجا ہے۔ کیونکہ حافظ صاحب ان بزرگوں میں سے تھے جو حضرت مسیح موعودؑ کے دامن فیض میں اوّلین تربیت پانیوالے ہیں۔ اس لئے آپ کے حالات کا اخبار میں شائع نہ ہونا ایک معمولی فروگذاشت نہیں۔ جن دنوں حافظ صاحب مرحوم کی وفات کا واقعہ ہوا ہے۔ میں بوجہ اپنی علالت کے مالیر کوٹلہ گیا ہوا تھا۔ میرے دل میں ایک جوش تھا کہ ہم اتنی بھی توفیق سے محروم ہیں۔ کہ اس شخص کے حالات نہیں لکھ سکتے۔ جو حضرت مسیح موعود کا بہت پرانا خادم تھا۔ میں جب واپس آیا۔ تو اسی کوشش میں رہا۔ حافظ صاحب کے بھانجے اور داماد مولوی عبدالرحمٰن صاحب (جٹ) سے درخواست کی۔ کہ وہ کچھ ابتدائی حالات آپ کے بتائیں۔ مگر انہوں نے لاعلمی ظاہر کی۔ ہاں وعدہ کیا۔ کہ میں ... ... پوچھ دوں گا۔ لیکن ان کی باتوں سے پتہ لگا۔ کہ ایک اور بھی بزرگ ہیں۔ جو ان کے حالات کسیقدر اطلاع دے سکتے ہیں۔ اور ان کا نام حافظ نور محمد صاحب، جو مرحوم کے سمدھی اور ہم سبق اور قریب کے گاؤں کے رہنے والے ہیں۔

آج ۲۴۔ اکتوبر ۱۹۱۹ء وہ بزرگ جمعہ کے لئے دارالامان میں تشریف لائے۔ میں نے آپ سے خواہش کی کہ مجھے حضرت حامد علی کے کچھ حالات بتلائیں۔ تو انہوں نے میری اس درخواست کو قبول کیا۔ اور ان کے بتائے ہوئے حالات کی بناء پر میں اس قابل ہوا ہوں کہ مرحوم کے متعلق کسیقدر لکھ سکوں۔

حضرت حافظ حامد علی صاحب مرحوم موضع تھہ غلام نبی ضلع گورداسپور کے باشندے تھے۔ جو دارالامان سے قریباً چھ میل کے فاصلہ پر گوشہ شمال و مغرب میں واقع ہوا ہے آپ کے والد کا نام فتح محمد تھا۔ اگرچہ آپ اپنے آپ کو "ککے زئی" کہتے تھے۔ اور اسی قوم سے آپ کے تعلقات قرابت ہیں مگر میرے اُستاد مولانا حافظ روشن علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ اور انہیں اُن کے اُستاد حضرت نور الدین اعظم رضؓ خلیفۃ المسیح اوّل نے بتایا تھا کہ حافظ حامد علی خاندان سادات سے تھے۔ اور ان کا شجرہ نسب ملتان کے ایک خاندان سادات سے ملتا تھا۔ اور ککے زئی اس طرح مشہور ہوئے۔ کہ ان کے کوئی بزرگ اپنے ننہال ککے زئیوں میں یہاں آرہے تھے اس لئے سادات کی بجائے ککے زئی کہلائے۔

یہ ایک واقعہ تھا۔ جس کا ذکر کرنا میرے نزدیک ضروری تھا ورنہ ان کا محض سید ہونا قابل تعریف نہیں۔ موجب تعریف ان کا احمدی ہونا ہے۔ اور اسوقت احمدی ہونا جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام دنیا کی نظروں سے پوشیدہ تھے ٭

موضع مذکور میں حافظ صاحب کی کسیقدر زمینداری تھی۔ اور آباؤ اجداد سے زمینداری ورثہ میں پائی تھی۔ حافظ نور محمد صاحب

نے بتایا کہ حافظ صاحب پہلے ہل چلاتے۔ اور کھیتی باڑی کیا کرتے تھے۔ بچپن میں والدین نے ایک حافظ صاحب کے سپرد کردیئے۔ کہ قرآن پڑھیں۔ ان نیک نفس حافظ صاحب کا نام محمد جمیل تھا۔ جو اسی گاؤں میں رہتے تھے۔ ایک دفعہ حافظ محمد جمیل صاحب کو حضرت اقدس نے[1] بلایا کہ وہ مسجد اقصےٰ میں قرآن شریف سنائیں۔ حافظ محمد جمیل کے ہمراہ آپکے شاگرد رشید حافظ حامد علی بھی تھے۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ مسیح موعود کو حافظ صاحب نے دیکھا۔ اور پہلی ملاقات ہوئی۔ یہ بات ۱۸۷۸ء اور ۱۸۸۰ء کے درمیان کی ہے۔ رمضان ختم ہوا۔ تو حافظ صاحب اپنے استاد کے ہمراہ اپنے گاؤں میں چلے گئے۔ اور ایک عرصہ تک حضرت صاحب سے ملاقات نہیں ہوئی۔ اسی عرصہ میں حافظ صاحب کی شادی موضع "کرالیاں" ضلع گورداسپور میں ہوگئی۔ اور شادی کے ہوتے ہی خطرناک پیچش میں مبتلا ہوگئے۔ اور اس علالت کا سلسلہ دو ڈھائی سال تک رہا۔ تب براہین احمدیہ کا اشتہار وغیرہ شائع ہو چکا تھا۔ بلکہ ایک دو حصے بھی نقل کر چکے تھے۔ ابھی حافظ صاحب کو مرض پیچش سے شفا نہیں ہوئی تھی۔ کہ ایک تقریب سے اپنے سسرال جانے کا اتفاق ہوا۔ یہ ریل میں سوار ہوئے۔ اور انہیں چھینی پور کے اسٹیشن پر اترنا تھا۔ جو بٹالہ اور امرتسر کے درمیان واقع ہے۔ اتفاق سے اسی گاڑی میں حضرت اقدس بھی بٹالہ سے بعزم امرتسر سوار ہوئے۔ کہ وہاں حضور کو براہین احمدیہ کی کاپی یا پروف کے لئے جانا تھا۔ حافظ صاحب نے ملاقات کی۔ اور پرانی ملاقات کی یاد درمیان میں آئی۔ چونکہ حافظ صاحب کو معلوم تھا۔ کہ حضرت اقدس طبیب بھی ہیں۔ اس لئے انہیں یہ موقعہ غنیمت معلوم ہوا۔ حافظ صاحب نے اپنی مرض کا حال عرض کیا۔ جس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ آپ قادیان آئیں۔ میں آپکا علاج کروں گا۔

چنانچہ حافظ صاحب قادیان میں حاضر ہوئے۔ اور حضرت نے علاج شروع فرمایا۔ ایک ہفتہ کے قیام کے بعد حافظ صاحب وطن جانے لگے۔ حضرت اقدس نے ارشاد کیا کہ یہاں ایک مہینہ تک قیام کرو۔

شدہ شدہ حضرت اقدس نے حافظ صاحب کو فرمایا کہ آپ یہاں ہی رہا کریں۔ حافظ صاحب خدمت اقدس میں رہ پڑے آپ کی تنخواہ بھی مقرر کی گئی۔ جس کی شرح ایک روپیہ ماہوار اور خوراک تھی۔ پھر کچھ عرصہ بعد دو روپیہ ہوگئی۔ اور اسی طرح تنخواہ میں ترقی ہوتی گئی۔

آپ کو حضرت اقدس نے افریقہ بھیجدیا تھا کہ وہاں جاکر آباد ہوں۔ دو سال تک وہاں رہے۔ پھر واپس آگئے۔ اور وطن میں رہے۔ وہاں سے حضرت اقدس نے پھر اپنے پاس بلالئے۔ حضرت اقدس کو آپ پر انتہا درجہ کا اعتماد تھا۔ آپ کو جو روپیہ دیا جاتا کبھی حضرت اقدس دریافت نہ فرماتے۔ کہ کس طرح اور کہاں کہاں خرچ ہوا۔ یہ تو حضرت اقدس کی طبیعت مبارکہ میں تھا۔ کہ جس شخص کو روپیہ دیتے پھر اس سے حساب نہیں پوچھا کرتے تھے۔ چنانچہ میں نے سنا ہے۔ کہ جب لنگر میں خرچ کی ضرورت ہوتی۔ تو آپ مٹھیاں بھر کر روپیہ دیدیتے۔ پھر جب کہا جاتا۔ کہ روپیہ کی ضرورت ہے۔ تو پھر آپ اسی طرح روپیہ دیدیتے۔ اگر میری یاد غلطی نہیں کرتی۔ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اول نے اس آیت کے معنوں کے بیان میں کہ من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب فرمایا تھا۔ کہ حضرت اقدس سے حساب رکھنے کی خواہش کی گئی۔ تو آپ نے فرمایا کہ مجھے تو میرے خدا کا بے حساب دینے کا وعدہ ہے۔ جب دینے والا بے حساب دیتا ہے۔ تو میں خرچ کرنے میں کیا حساب کسی سے لوں۔ اور کیا حساب رکھوں لیکن حافظ صاحب مرحوم سے تو یہ بات خاص تھی۔ آپ چونکہ علاوہ مرید و فاکیش ہونے کے تعلق ملازمت بھی حضور سے رکھتے تھے۔ اس لئے حضرت کے سارے سفروں میں ساتھ رہتے تھے۔

آپ کے مزاج میں ابتدا میں تیزی تھی۔ اور اس تیزی کی طرف ازالہ اوہام میں جہاں حضرت اقدس نے حافظ صاحب کا ذکر فرمایا ہے۔ اشارہ کیا ہے۔ لیکن بعد میں اصلاح ہوگئی میں نے تو جب آپ کو دیکھا نہایت خاموش رہتے تھے اور اگر بات کرتے۔ تو بہت آہستہ۔ مسجد مبارک پہلے ایک حجرہ تھی۔ پھر اس کو وسیع کیا گیا۔ .. ..

.. .. اور مسجد کی وہ وسعت جو حضرت اقدس کے وقت میں تھی۔ اور جس کو بڑھا کر صدر انجمن نے موجودہ صورت میں تبدیل کر دیا ہے۔ حافظ صاحب کے سامنے تیار ہوئی تھی حضرت اقدس کی وفات کے بعد آپ کو لنگر خانہ میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔ جہاں آپکے سپرد مہمانوں کو کھانا کھلانا تھا ۱۹۱۳ء میں میں نے آپ سے عرض کیا۔ کہ حضرت اقدس کے کچھ حالات سنائیں۔ فرمانے لگے ایک بات ہو تو سناؤں آپ تو ایک نور ہی نور تھے۔ یہ کہکر آنکھوں میں آنسو بھر لائے۔ اور خاموش ہوگئے۔ تین چار برس کا عرصہ گذرا ہے۔ کہ انجمن نے آپ کو پنشن دیدی تھی۔ جو آٹھ روپیہ تھی۔ پنشن کے بعد آپنے ایک مختصر سی پرچون کی دوکان کر لی تھی۔ اس میں آپنے ہمیں سبق دیا تھا۔ کہ انسان کو ہاتھ توڑ کر نہیں بیٹھنا چاہیئے۔ بلکہ جہاں تک ہو سکے۔ محنت کرتے رہنا چاہیئے۔

ایک عرصہ سے آپ کی طاقت گویائی میں کمی آرہی تھی حتیٰ کہ اب یہ حالت ہوگئی تھی۔ کہ بات کرتے تو نہایت آہستہ جو بعض اوقات سنائی نہیں دیتی تھی۔ ایک دن میں سرسوں کا تیل لینے گیا۔ میری طرف دیکھا میں نے سرسوں کے تیل کا نام لیا۔ اور قیمت پیش کی۔ تیل وزن کر دیا۔ .. ..

چند مہینہ سے طاقت گویائی کے ساتھ جسمانی طاقت بھی سلب ہو چلی تھی۔ دوکان پر نہ آسکتے تھے۔ اسلئے دوکان کا اسباب انکے حسب ایماء انکے بھانجے اور داماد مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ مدرس مدرسہ احمدیہ نے نیلام کر دیا تھا۔ اسی حال میں تھے کہ ۸ نمبر ۱۹ء کو آپکا انتقال ہوگیا۔ اور بہشتی مقبرے میں دفن کئے گئے۔ حضرت خلیفۃ ثانی نے انکے دفن کرتے وقت فرمایا تھا کہ افسوس! حضرت اقدس کے پرانے خادم ایک ایک کرکے رخصت ہو رہے ہیں۔

مرحوم کا رنگ سانولا۔ جسم دبلا پتلا۔ قد معمولی۔ داڑھی گلوں

---

[1] میرا خیال ہے۔ کہ حضرت اقدس نے بلایا ہوگا۔ کیونکہ حافظ نور محمد صاحب نے بوثوق حضرت اقدس کا نام نہیں لیا۔ اس وقت مرزا غلام قادر صاحب حضرت اقدس کے برادر بزرگ زندہ تھے۔ لیکن یہ خیال درست نہیں کہا جا سکتا۔ کہ انہوں نے حافظ صاحب کو بلایا ہوگا۔ بہرحال وہ بلائے گئے۔ اسوقت مسجد کی رونق تو یہ نبوت کا نور ہی تھا۔ جو بعد کو مسیح موعود کے نام سے بدر کامل ہوکر ایک دنیا میں چمکا کیا۔

(تقریر شہیا)

امرتسر کا تھرڈ کلاس مسافرخانہ

یہ مانا کہ تیسرے درجہ میں سفر کرنیوالے لوگ عام طور پر غرباء ہوتے ہیں ۔ مگر اپنی غریبی اور افلاس کے باعث ایسے نہیں ہوتے ۔ کہ ان کو حیوان سمجھ لیا جائے ۔ عام طور پر دیکھا ہے ۔ کہ تیسرے درجہ کی گاڑی میں اس طرح مسافروں کو بھرا جاتا ہے ۔ جیسا کہ بھیڑ بکریوں کو باڑے میں بند کر دیتے ہیں ۔ اور ہرگز خیال نہیں کیا جاتا ۔ کہ ہم اس قانون کی تو پابندی کریں ۔ جو ہر ایک گاڑی میں لگا ہوتا ہے ۔ کہ فلاں کمرہ اتنے آدمیوں کے لئے مخصوص ہے ۔ اور فلاں اتنوں کے لیے ۔

خیر اس دقت کو تو لوگ برداشت کرتے ہی ہیں ۔ مگر ایک اور تکلیف بھی ہے ۔ جس کا زیادہ ظہور امرتسر سٹیشن پر ہوتا ہے ۔ تیسرے درجہ کے مسافروں کے لئے جو مسافرخانہ ہے ۔ وہ بند رہتا ہے ۔ اور مرد عورت ۔ بوڑھے جوان ۔ بچے سب اس میں بھرے جاتے ہیں ۔ اور جب ریل آتی ہے ۔ تو ان غریبوں میں ایک کھلبلی اور سخت اضطراب پیدا ہو جاتا ہے ۔ اور ہر ایک شخص کا بوجھ اس کے سر یا پیٹھ پر ہوتا ہے ۔ اور منہ دروازے کی طرف اور ایسی بوکھلاہٹ ہوتی ہے ۔ کہ سر پیر کا کوئی ہوش نہیں رہتا ایک دوسرے پر گرا پڑتا ہے ۔ بعض دفعہ کسی کو ٹھوکر لگی اور اوسکا بوجھ اسکے سر سے گر کر دوسرے شخص کے سر پر آن پڑا ۔ جو ابھی تیار ہو رہا تھا یا اس کی پیٹھ وغیرہ کو مجروح کیا ۔ ابھی تک تو دروازہ کھلا تھا ۔ لیکن جونہی کہ دروازہ کھلا ۔ پھر تو واقعی ایک قیامت آجاتی ہے ہر ایک شخص کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ پہلے وہ نکلے ۔ اس کوشش میں خواہ گرے خواہ دوسرے کو گرائے ۔ نرغے میں آئے ہوئے ہرن اپنے بچنے کے لئے اس طرح مضطرب ہو کر چوکڑیاں نہیں بھرتے ۔ جس طرح یہ انسان مسافرخانہ سے نکلنے کے لئے جد و جہد کرتے ہیں اس تمام شتاب کاری کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کئی ضعیف اس کش مکش میں پس جاتے ہیں ۔ خصوصاً عورتوں کی تو بہت ہی بری حالت ہوتی ہے ۔ کسی کا مونڈھا لگا اور وہ منہ کے بل زمین پر آرہیں ۔ ٹھوکر لگی اور وہ چیخ کر رہ گئیں ٹرنک سر میں لگا ۔ اور وہ سر تھام کر بیٹھ گئیں ۔ اس حالت میں عورتوں کی جو بری حالت ہم نے وہاں ہوتے دیکھی ہے ۔ اللہ تعالےٰ دشمن کو بھی نہ نصیب کرے

جہاں تک ہمیں معلوم ہے ۔ بعض بڑے سٹیشنوں پر ایسا انتظام کیا گیا ہے ۔ کہ عورتوں اور مردوں میں تصادم نہ ہونے پائے ۔ کیا امرتسر کے سٹیشن پر اُترنے اور وہاں سے سوار ہونے والی مستورات پر رحم کر کے حکام ریلوے اس دقت کو رفع کرنے کی کوشش نہیں فرمائینگے ۔

یہ سچ ہے ۔ کہ اس درجہ میں سفر کرنیوالے غرباء ہوتے ہیں ۔ مگر ان غرباء میں بہت سے شرفاء ہوتے ہیں ۔ جن کو بعض ناگزیر اسباب کے باعث گھروں سے نکلنا پڑتا ہے ۔ اور وہ اس ذلت کے ساتھ پامال ہوتے ہیں ۔ اُمید ہے کہ ہماری اس گذارش پر توجہ کی جائیگی ؛

احمدی لڑکیوں کی کہانی اُن کے دردمند کی زبانی

اللہ تعالےٰ نے مستورات کی بہتری اور بھلائی کے متعلق تجاویز سوچنے اور بچوں کی تعلیم و تربیت کے متعلق غور و فکر کرنے کا مجھے خاص دماغ عطا فرمایا ہے ۔ اگرچہ کثرت کار سرکاری کی وجہ سے عملی طور پر کچھ امداد اس کمزور مخلوق کی نہیں کر سکا ۔ مگر چونکہ میرے پہلو میں ان کے متعلق ایک درد رکھنے والا دل ہے ۔ اس لئے اس میں میٹھا میٹھا درد تو اکثر ہوتا ہی رہتا ہے ۔ مگر جب کبھی اس کا دورہ زور سے ہوتا ہے ۔ تو ایک آدھ مضمون تو اخبار میں بھیجدیتا ہوں یا بعض احباب سے خط و کتابت کرتا ہوں ۔ جن کو کہ میں جانتا ہوں کہ وہ بھی اس مرض میں مُبتلا ہیں ؛

احمدی لڑکیوں کے لئے موزون بر نہ ملنے کی وجہ سے میرا دماغ آج کل سخت پریشان ہے ۔ چونکہ میں نے خود بھی چار نکاح کئے ہیں ۔ اور بعض احمدی دوستوں کے بھی نکاح کرائے ہیں ۔ اور کراتا رہتا ہوں ۔ اس لئے مجھے اس مشکل سے ذاتی واقفیت ہے ۔ فی الحال اس مضمون کو میں تین حصوں پر تقسیم کرتا ہوں :۔

حصہ اول ۔ احمدی لڑکیوں کے لئے موزون بر نہ ملنے کے اسباب :۔

(۱) احمدی جماعت خدا کے فضل سے وہ جماعت ہے کہ جس کو اس زمانہ کے نبی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی قوت قدسی کی برکت سے پاک و صاف کیا ۔ اور اپنے اعلیٰ اخلاق کے نمونہ سے ان کو قدم بقدم چلنے کا صرف سبق ہی نہیں دیا ۔ بلکہ ان کے لئے نیم اخلاق ۔ مذہبی جوش اور خلق اللہ کی ہمدردی سے نمایاں ہیں ؛

حضرت مسیح موعودؑ کے بعد آپ کے خلفاء کا بھی یہی طریق چلا آرہا ہے ۔ کہ جب کبھی بھی مستورات کے حقوق کا ذکر آیا ۔ تو انہوں نے یہی فرمایا ۔ کہ ہمارے ملک کی مستورات مظلوم ہیں ۔ اور کہ ان کی سخت حق تلفی کی گئی ہے ۔ جب انسان کسی کو مظلوم یقین کر لے تو پھر ہر طرح اس کی امداد کیلئے تیار ہو جاتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود اور آپ کے خلفاء کے نمونہ ۔ دعاؤں اور روزانہ پند و نصائح کی برکت سے احمدی جماعت اپنی بیویوں کی بہت ہی عزت و قدر کرتی ہے ۔ وہ غیر احمدیوں کی طرح انہیں پاؤں کی جوتی خیال نہیں کرتی ۔ بلکہ اپنے گھر میں نور اور برکت اور بطور مہمان کے سمجھتی ہے ۔ میں ایسے احباب کو جانتا ہوں ۔ جو کہ بیوی کی ذراسی تکلیف پر ڈاکٹر اور حکیم جمع کرنے کے علاوہ قادیان شریف میں دعاؤں کے لئے خطوط کے علاوہ تاریں بھی بھیجا کرتے ہیں ۔ کوئی یہ نہ سمجھے ۔ کہ وہ یہ سب کچھ نفس کی خاطر کرتے ہیں ۔ نہیں بلکہ وہ تو محض اس لئے بے چین ہوتے ہیں ۔ کہ کہیں اس مہمان کی حق تلفی کے بارے میں اللہ کے حضور جواب دہ نہ ہونا پڑے ۔ اسی قسم کے سلوک کو دیکھ کر مجھے ایک غیر احمدی نے کہا کہ "احمدی تو اپنی بیوی کو بہن برابر سمجھتے ہیں" یعنی ان سے ایسا نرم سلوک کرتے ہیں جیسا کہ بہن سے کرنا چاہیئے ۔ بہرحال احمدیوں کے مذہبی جوش پابندی صوم و صلوٰۃ ۔ افسروں کی فرمانبرداری ماتحتوں

اور بیویوں سے نیک سلوک کو دیکھ کر غیر احمدی بھی ان کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اگرچہ اپنی بداعمالی کی وجہ سے ان میں داخل ہونے سے محروم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سمجھدار شیعہ۔ سنی اور کٹر وہابیوں نے احمدیوں کے نکاح میں اپنی لڑکیاں دے دیں۔ کیونکہ یہی وہ جماعت ہے۔ کہ جس نے آج سے تیرہ سو سال پیشتر کے مسلمانوں کا عملی رنگ میں جامہ پہنکر دنیا کے سامنے نمونہ پیش کیا ہے۔ اگر مضمون کی طوالت کا خوف نہوتا تو میں اسپر بہت وضاحت سے روشنی ڈالتا۔

(۲) چونکہ احمدی جماعت غیر احمدیوں میں سے ہی طیار ہوئی ہے۔ اس لئے ان کے غیر احمدی رشتہ دار بیویوں سے روزانہ حسن سلوک اور اس تبدیلی کے جو کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود اور آپ کے خلفاء کی غلامی میں آکر حاصل کی ہے۔ خود عینی گواہ ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ ان سے رشتہ داریاں قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ تھوڑا عرصہ ہوا۔ عاجز سے ایک احمدی سید صاحب نے جن کی کہ معقول آمدنی ہے۔ مشورہ لیا۔ کہ ان کے غیر احمدی رشتہ داران کے خورد سال لڑکوں کو اپنی لڑکیاں دینے کو طیار ہیں۔ جسپر عاجز نے ان کو معقول دلائل سے منع کیا۔ اور بتلایا کہ اگر آپ جیسے معزز احباب کے لڑکے غیر احمدیوں کی لڑکیوں سے بیاہے گئے۔ تو پھر آپ کے ہم پلہ احمدی احباب کی لڑکیوں کے لئے لڑکے کہاں سے آئینگے۔ جبکہ کسی احمدی کے لئے نہ تو یہ جائز ہے کہ وہ اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے۔ اور نہ ہی کوئی غیور احمدی اس قسم کا وہم و گمان ہی کر سکتا ہے۔

(۳) بعض احباب محض نیک نیتی سے اسبات کے حریص پائے گئے ہیں کہ غیر احمدیوں کے ہاں نکاح کرنے سے سسرال والوں میں تبلیغ کا عمدہ موقعہ ملتا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط رستہ ہے۔ کیونکہ اس طریق سے احمدی لڑکیوں کی سراسر حق تلفی ہے۔ دوسرے اور بھی بہت سے نقصانات ہیں۔ کہ جن کا ذکر انشاء اللہ اگلے حصے میں وضاحت سے آئے گا ؛

(۴) ہر ایک احمدی کی یہ کوشش بھی ہوتی ہے کہ وہ اپنے غیر احمدی قریبی رشتہ داروں کی لڑکیاں جو کہ ان کے زیر اثر ہوتی ہیں۔ احمدیوں کے نکاح میں دیدیں جیسا کہ بعض دوستوں نے مجھے لکھا کہ ہماری غیر احمدی سالیاں ہیں۔ ان کے نکاح احمدیوں میں کرادو۔ ایک نے لکھا کہ میری چھوٹی ہمشیرہ میرے پاس ہی رہتی ہے۔ اس کو مجھ سے محبت ہے۔ اگرچہ وہ غیر احمدی ہے۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ اس کا نکاح کسی احمدی لڑکے سے ہو جائے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ کوئی غیر احمدی بھانجی کا نکاح احمدیوں میں کرنے کی فکر میں ہے۔ تو کوئی اپنی بھتیجی کا۔ اگرچہ ایسے احمدی احباب کی نیت تو نیک ہے۔ مگر اس کا اثر عملی رنگ میں مستحق احمدی لڑکیوں پر سخت زہریلا ہے۔

(۵) وہ احباب کہ جن کی اخلاقی حالت کے ساتھ مالی حالت اور قومیت بھی اچھی ہے۔ انکو سمجھدار غیر احمدی لڑکیاں دیدیتے ہیں۔ اور وہ ان کے ہاں نکاح کرتے چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ مجھے ایک احمدی سید صاحب کی جوان لڑکی کے واسطے گذشتہ تین سال سے احمدی سید لڑکے کی تلاش تھی۔ اور لڑکا مل بھی گیا۔ مگر چونکہ وہ تعلیم پا رہا تھا۔ اس لئے تین سال تک اس کی انتظار کی گئی بعد ازاں وہ ملازم بھی ہو گیا۔ مگر اس نے اپنی غیر احمدی برادری میں نکاح کر لیا۔ اب میں خود حیران اور لڑکی والے علیحدہ پریشان۔ ہم تکتے کے تکتے رہ گئے۔ اور وہ لڑکی اب تک اسی طرح بیٹھی ہے۔

اسی طرح ایک ہندوستانی احمدی بھائی کی جوان لڑکی کے واسطے مجھے ایک ہندوستانی احمدی لڑکے کی تلاش کرنی پڑی۔ آخر لڑکا مل بھی گیا۔ اور ملازم بھی ہو گیا مگر اس نے کچھ قرض ادا کرنا تھا۔ اس لئے اس نے اور اس کے والدین نے ادائگی قرضہ تک مہلت طلب کی۔ خیر ہم تو انتظار میں رہے۔ آخر پتہ لگا کہ لڑکا جہاں ملازم تھا۔ وہاں کے ایک غیر احمدی پوسٹماسٹر نے جو دیکھا۔ کہ لڑکا جوان۔ صالح۔ تندرست۔ صوم و صلوٰۃ کا پابند اور برسر روزگار ہے۔ اس نے جھٹ اپنی جوان لڑکی سے وہیں نکاح کر دیا۔ جس کو سنکر لڑکی کے والد کو سخت صدمہ ہوا اور عاجز کو نہایت افسوس۔ بہرحال یہ موٹے موٹے چند اسباب ہیں۔ جن کی وجہ سے احمدی لڑکیوں کی سراسر حق تلفی ہو رہی ہے۔ اور ان کے لئے موزون بر دستیاب نہیں ہوتے۔ اب مضمون کے پہلے حصہ کو ختم کرتا ہوں والسلام۔

(باقی آیندہ انشاء اللہ العزیز)

عاجز۔ سید غلام حسین احمدی کیمبل فارم۔ حصار

مسئلہ وفات مسیح اور مولانا عبد المقتدر

مقتدری برادری سے چند سوالات

حضرت مولانا عبد المقتدر صاحب بدایونی نے اپنی تفسیر عباسی اردو میں آیت۔ یٰعیسیٰ انی متوفیک کے متعلق جو کچھ تحریر فرمایا ہے۔ اس میں فرماتے ہیں :۔

"دوسرے یہ کہ متوفیک کے معنے یہ ہیں کہ دنیا کی محبت سے تمہارے دل کو پاک کرونگا۔ جیسے مردے ہوتے ہیں۔ اور صفات ملکوتی سے تم کو آراستہ کروں گا۔ پھر آسمان پر بلاؤں گا۔"

اسپر ذیل کے سوالات ہیں۔ جن کا جواب دینا مقتدری برادری کا فرض۔ اور انہیں سے علماء کا اہم اور ضروری فرض ہے

(۱) کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کوئی ایسی دعا کی تھی۔ کہ یاالٰہی میرے دل کو محبت دنیا سے پاک کر دے۔ جس کے جواب میں خدا تعالیٰ نے کہا۔ یٰعیسیٰ انی متوفیک۔ کہ میں تمہارے دل کو دنیا کی محبت سے پاک کرونگا ؛

(۲) اگر کوئی ایسی دعا کی تھی۔ تو اس کا ثبوت کیا ہے ؟

(۳) کیا سیاق و سباق آیت ہذا اس امر کا متحمل ہو سکتا ہے۔ اگر ہو سکتا ہے تو کس طرح ؟

(۴) کیا اسوقت تک جبکہ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دل کو محبت دنیا سے پاک کرنے کا وعدہ فرمایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے اولو العزم رسول کا دل محبت دنیا سے پاک نہ تھا ؟

(۵) اگر پاک نہ تھا۔ تو کیونکر نبوت و رسالت کے عظیم الشان مقام پر کھڑے کئے گئے ؟

اسی آیت کے ماتحت حضرت مولانا عبد المقتدر صاحب مرحوم نے یہ بھی لکھا ہے :۔

"قرآن میں متوفیک کا لفظ پہلے ہے - اور رافعک پیچھے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے انتقال کر گئے - پھر روح آسمان پر بلائی گئی - اور اس سے مرنا ثابت ہوتا ہے - اس لئے مفسر نے مقدم مؤخر کہدیا - یعنی اصل میں یوں تھا - رافعک ومتوفیک - اور اس کو یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ واو ترتیب کو نہیں چاہتی "۔

اس پر ذیل کے چند سوالات ہیں - جن کا حل کرنا مقتدری علماء پر واجب ولازم ہے -

(۱) اگر اس آیت میں تقدیم تاخیر ہے - تو کیا خدا تعالیٰ اسی طرح تقدیم تاخیر کے نازل نہیں کر سکتا تھا جس طرح کہا جاتا ہے - آخر خدا تعالیٰ نے جو متوفیک مقدم فرمایا - اس میں کیا حکمت ہے ؟

(۲) اگر اصل میں یوں ہے کہ رافعک ومتوفیک - تب بھی وفات مسیح ثابت ہے - کیونکہ مطھرک من الذین کفروا کا وعدہ پورا ہو چکا - جو متوفیک کے بعد ہے تو لامحالہ اس سے پہلے کا وعدہ اس سے پہلے پورا ہوا -

(۳) قرآن شریف کی آیت یحرفون الکلم عن مواضعہ سے کیا مراد ہے -

(۴) توفی باب تفعیل فاعل اللہ مفعول انسان ہو - تو کیا توفی کے معنے بجز قبض روح اور موت کے کچھ اور بھی ہیں - کیا قرآن پاک احادیث شریفہ - کلام عرب سے اس کا کوئی ثبوت دیا جا سکتا ہے -

(۵) حضرت مولانا عبدالمقتدر صاحب کا یہ فقرہ خاص قابل لحاظ ہے کہ -

"قرآن میں متوفیک کا لفظ پہلے ہے - اور رافعک پیچھے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے انتقال کر گئے - پھر روح آسمان پر بلائی گئی - اور اس سے مرنا ثابت ہوتا ہے "۔

کیا اس فقرہ کے ہوتے ہوئے وفات مسیح کے تسلیم کرنے سے کوئی مخلص ہو سکتا ہے - کیا صرف یہی فقرہ تمام مقتدری برادری کے لئے وفات مسیح کے ماننے کے لئے رہبری کا کام نہیں دیتا - بہرحال ہم اسوقت کچھ زیادہ لکھنا نہیں چاہتے - دیکھتے ہیں کہ مقتدری اہل علم ہمارے سوالات کے جواب میں کیا فرماتے ہیں - اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ بحث ان کی روحانی آنکھیں کھلنے کا باعث ہو واللہ یھدی من یشاء الی صراط المستقیم

خادم - ابو محمد محفوظ الحق علمی احمدی قادیان

مونگھیری مفتری کا بہتان عظیم

قد خاب من افتریٰ

خانقاہ رحمانیہ مونگھیر سے بہت ایسے افتراء شائع ہوتے رہتے ہیں - جن کا کوئی سر اور پیر نہیں ہوتا - ایک مرتبہ دوسرے شخص کی عبارت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارت بتا کر رسالہ "چشمہ ہدایت" میں درج کر دیا -

ایک مرتبہ خود جس بات کو پہلے سامنے غلط کہا - پھر رسالوں میں اسی غلط بات کو چھاپ کر حق کو چھپایا - اور دنیا کو ایک عظیم الشان فریب دیا - جب اس کے متعلق میں نے مطالبہ کیا - تو دم بخود درگذر - اور اس طرح مونگھیری مولوی مفتی پیر صاحب کی افترا پردازیاں بہت ہیں ہمیں یہاں ان کی تفصیل مدنظر نہیں - صرف ایک افترا اور بہتان عظیم جو مولوی محمد علی صاحب مونگھیری یا ان کے مشیر و مریدوں نے ہمارے آقا و مطاع امام ہمام احمدیہ حضور خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات پر لگایا ہے اسے ہم پیش کر کے مشتہر صاحب سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے شائع کردہ قول کا ثبوت دیں ورنہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی وعید شدید سے ڈریں -

مونگھیری معاندین نے رسالہ تبلیغ محمدیہ کے صفحہ ۱۵ کے نیچے حاشیہ میں لکھا ہے -

"مرزا محمود کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد ہی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں یعنی حضور انور نے دوسرا جنم لیا ہے "۔

اب مونگھیری معاندین کا فرض ہے کہ وہ بتائیں کہ کہاں اور کب حضور خلیفۃ المسیح علیہ السلام نے یہ الفاظ لکھے یا اس معنی و مراد کیلئے کچھ لکھا ہے کہ -

"حضور انور نے دوسرا جنم لیا ہے "

اے مفتریو! خدا کے قہر سے ڈرو - بتاؤ کہ تم نے یہ افترا کیوں کیا - اپنے مریدوں سے کب تک لوگوں کو بہکاؤ گے - کیا تمہارے ولی نے تمہیں یہی تعلیم دی ہے - اگر ایسا ہے تو مولانا جلال الدین رومی کی سنو - وہ فرماتے ہیں ؎

کار شیطاں مے کند نامش ولی
گر ولی اینست لعنت بر ولی

ابو محمد محفوظ الحق علمی احمدی از دارالامان قادیان

انجام

واذ قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لاٰدم فسجدوا الا ابلیس قال ءاسجد لمن خلقت طینًا -

ایک کسان جب زمین میں ہل چلاتا ہے - تو اس میں بیج بوتا ہے - پانی دیتا ہے - پھر یہ نہیں کہ کام ختم کر چکا - اور اب بیکار بیٹھ جاوے بلکہ ہر ایک قسم کی احتیاط کو کام میں لائیگا - اول وہ دیکھیگا - کہ جانور بیج کو زمین سے نہ نکالدیں - جب بیج پھوٹ کر ہری ہری کونپلوں کی شکل میں نمودار ہوتا ہے - تو وہ کسان کی خوشی کا موجب ہوتا ہے - جس سے اسکو امید ہو جاتی ہے - کیونکہ جب تک وہ بیج ہری ہری کونپلوں کی شکل میں نمودار نہیں ہوتا - تب تک اس کسان کو یہ کھٹکا ہوتا ہے - کہ کہیں بیج کو اندر سے کیڑا نہ کھا جاوے - یا زمین میں نقص نہو جس سے بیج جم کر نمو نہ حاصل کر سکے - مگر جونہی زمین سے نمودار ہوا - وہیں اسکی امید بندھ گئی - تو کیا اس کے بعد اس کا کام ختم ہو گیا - اور ہر بات تکمیل تک پہونچ گئی - نہیں بلکہ اس کے ساتھ ہی اس کی ذمہ واری اور بڑھ گئی - کیونکہ یہ عام قاعدہ ہے - کہ جتنی چیز کے ملنے کی امید ہو - اتنی ہی زیادہ فکر اور ڈر ہوتا ہے اس بات کا کہ کہیں یہ ضائع نہو جائے - کیونکہ فطرت انسانی میں یہ بات ہے - کہ ملتے ملتے اگر کوئی چیز نہ ملے - تو اس کا غم اور رنج زیادہ ہوتا ہے - بہ نسبت اس چیز کے کہ جس کے ملنے کی شروع سے توقع ہی نہو - غرض جوں جوں فصل بڑھتی جائیگی - اور پکنے کے قریب ہوتی جائیگی - توں توں اس کی نگرانی زیادہ

کرنی پڑے گی۔ اور بہ نسبت پہلے کے ذمہ داری کا بوجھ زیادہ ہوتا جائیگا۔ اسی طرح دینی معاملات میں ہے۔ کہ جب کبھی کوئی نبی اور رسول خداوند ذوالجلال والاکرام کی طرف سے مبعوث ہوتا ہے۔ تو جو لوگ اس کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ وہ اپنے اندر ایک بیج بوتے ہیں۔ جس نے اس تکمیل تک پہنچنا ہوتا ہے۔ جس کے لئے نبی بھیجا جاتا ہے۔ سو بیعت کر لینے کے بعد کسی کا حق نہیں کہ یہ کہے۔ کہ جو کچھ کرنا تھا کر لیا۔ بلکہ بہت کچھ باقی رہتا ہے۔ جس کی ابھی تکمیل ہونی ہوتی ہے۔ ابھی تو یہ بیج بویا گیا ہے۔ غرض جسقدر انسان رُوحانی مدارج میں ترقی کرے گا۔ اسی قدر اس کو ایک قسم کی لذت اور خوشی حاصل ہوگی۔ جو حقیقی راحت ہے۔ اور جس کا مقابلہ کوئی خوشی نہیں کر سکتی۔ مگر ساتھ ہی ساتھ اس کی ذمہ داری بڑھتی جائے گی۔ اور ہر قدم کہ جو وہ اُٹھاتا ہے سنبھل کر اُٹھانا پڑیگا۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ وہ رُوحانی کھیت جو نبی اور رسول کی بیعت کرنے سے اس نے بویا ہے برباد ہو جائے۔ اور یہ بدنصیب اسفل سافلین میں جا پڑے جہاں ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ کسان فصل سے بے خبر نہیں رہتا۔ بلکہ وہ رات دن کی محنت اور مشقت سے چور ہو جاتا ہے۔ صرف اس لئے کہ اس کی فصل تباہ نہ ہو جائے تو کس قدر احتیاط اور ہمت کی ضرورت ہے۔ اس شخص کے لئے کہ جو نبی اور رسول کے ہاتھ پر بیعت کرکے ایمان کا بیج بوتا ہے۔ جس نے بڑھتے بڑھتے ایک درخت بننا ہے۔ جس کی ہزارہا شاخیں ہونگی۔ جس سے مخلوق خدا کو سایہ اور آرام ملیگا۔ ہزارہا پرندا سپر آن کر بسیرا کرینگے۔ یعنی انسان کی ایمانی قوت یہاں تک ترقی کر جائے۔ کہ وہ خدا کا ہو جائے۔ اور خدا اس کا ہو جاوے دنیا میں رہ کر دنیا سے علیحدہ ہو۔ وہ ایک آسمانی انسان بنجاوے تا تمام وہ بیمار دل جو اپنی شقاوت سے دکھ میں ہیں۔ شفا پاویں۔ اور خشک منطقی روحانی علم اور فیضان الٰہی سے اس کے ذریعہ حصہ لیں۔ سو اس کے لئے بہت ہی توجہ اور ہمت کی ضرورت ہے۔ مگر یہ بھی یاد رہے۔ کہ محض انسان کی اپنی واحد ہمت اور توجہ ہی ایسی چیز نہیں۔ جس سے کام انجام پا سکیں۔ اس کے لئے دعاؤں کا ہونا ضروری ہے۔ جس میں مالک حقیقی اور خالق وخیر الرازقین کو پکارا جاوے۔ جس سے اس کی رحمت جوش میں آوے۔ اور اپنے بندہ پر جو کہ اس کو انکساری اور عاجزی سے پکارتا ہے۔ فضل اور رحمتیں نازل کرے۔ کیونکہ وہ ماں باپ سے بھی زیادہ اپنے بندہ سے محبت کرنیوالا ہے۔ جب ماں نہیں چاہتی۔ کہ اس کا بیٹا ضائع ہو یا دنیا میں عزت حاصل نہ کرے۔ بلکہ جہاں تک اس کی ہمت اور کوشش .. یاوری کرتی ہے وہاں تک وہ اس کی بہتری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتی۔ حالانکہ ماں ایک عاجز ہستی ہے۔ اس کی ہمت یا ارادہ محدود۔ اور وہ بھی خدا کے فضل سے مگر اللہ جو رب۔ خالق اور مالک ہے۔ زمین وآسمانوں اور مافیہا کا وہ ہر ایک قسم کے انعام کیوں نہ اس بندہ پر کرے گا۔ جو اس کی رضا جوئی میں لگا رہتا ہے اور ہر چیز اس کے لئے قربان کر دیتا ہے۔ کیونکہ اصل مقصد خدا کا ملنا ہے۔ سو اس کے پانے کے لئے جو کچھ بھی انسان سے ہو سکے۔ اس کو کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ایمان کی تکمیل کا انتہائی نتیجہ یہی ہے۔ کہ خدا کا قرب حاصل ہو جاوے۔ جیسے ایک انسان کو کہدیا جاوے کہ اگر تم یہ یہ کام کرلو گے۔ تو تم کو بادشاہ کا قرب حاصل ہو جائے گا۔ تو پھر کبھی اس بات کی پرواہ نہ کریگا۔ کہ مجھے فلاں زمین مل جاوے یا اتنا روپیہ انعام مل جاوے بلکہ اس کے پاس اگر کچھ روپیہ ہے۔ تو اس کو بھی قرب حاصل کرنے کے لئے مناسب طریقوں سے خرچ کریگا۔ اور زمین ہے۔ تو اس کو بھی ضرورت کے وقت بیچ دینے کی کوشش کرے گا۔ اور ہر مفید اور عمدہ ذرائع کو کام میں لائیگا۔ تا کسی طرح بادشاہ کا قرب حاصل ہو جاوے۔ یہ کیوں ہے؟ صرف اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ بادشاہ کا قرب حاصل ہو جانا ہی انتہائی درجہ ہے۔ اور اس کے ملنے سے سب کچھ مل گیا۔ سو اسی طرح اس انسان کے لئے جو نبی اور رسول کے ہاتھ پر بیعت کرکے ایمان کا بیج بوتا ہے۔ ضروری ہے۔ کہ وہ اس کی تکمیل کے لئے جس کا انتہائی درجہ خدا کا قرب اور اس کی رضا کا ملنا ہے۔ اس کے لئے ہر آن دُعا سے اور کوشش سے کام لے۔ اور کبھی بھی خدا کے احکام سے منہ نہ موڑے اور نہ کبھی اپنے آپ کو کچھ سمجھے۔ کیونکہ جس کسی نے اپنے آپ کو کچھ سمجھا۔ وہ تباہ ہو گیا۔ اور ہلاکت کے گڑھے میں اس نے اپنے آپ کو گرا دیا۔ جس طرح وہ کسان جو بیج بوتا ہے۔ اور پھر غفلت سے کام لیتا ہے۔ پانی نہیں دیتا۔ اور اس کی نگرانی نہیں کرتا۔ اپنی محنت کو ضائع کرتا ہے۔ اسی طرح یہ انسان جو تکبر سے اور بے پرواہی سے کام لیتا ہے۔ اپنے آپ کو ہلاک کرتا ہے کیونکہ سب سے بڑا تکبر خدا کے احکام سے بے توجہی کا دکھانا ہے۔ اور یاد رہے۔ کہ بے توجہی ایک وسیع لفظ ہے۔ جس میں ہر ایک قسم کی برائی آجاتی ہے۔ کیونکہ ہر ایک گناہ کا آغاز اسی سے ہے۔ سو واضح ہو کہ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے ابلیس کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ اس نے انکار کیا۔ اور انکار کی وجہ اس کا تکبر تھا۔ کیونکہ جب اللہ تعالےٰ نے پوچھا۔ کہ تو نے آدم کو سجدہ کیوں نہیں کیا تو کہا ءَاسجد لمن خلقت طیناً۔ کہ میں اس کی فرمانبرداری کروں۔ جو مٹی سے بنایا گیا۔ تو یہ اس نے تکبر کیا۔ جس کی وجہ سے وہ ہلاکت میں گر گیا۔

خاکسار مرزا مبارک بیگ عفا اللہ عنہ از راولپنڈی

ایک فاضل یہودی الاصل کا قبول اسلام

جناب قاضی محمد عبد اللہ صاحب کا خط حضرت خلیفہ ثانی کے حضور میں

سیدی حضرت خلیفۃ المسیح ایدکم اللہ تعالیٰ بنصرہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کئی ہفتوں سے سوائے اپنے بیماری کے حال کے حضور کی خدمت میں کچھ نہیں عرض کر سکا۔ محض خدا تعالےٰ کے فضل اور رحم سے اس قابل ہوا ہوں۔ کہ حضور کو ایک نہایت ہی اچھی خبر لکھوں۔ تین سال سے زیادہ کا عرصہ ہوا۔ کہ ایک صاحب بنام فیتھ سے ہائڈ پارک میں ملاقات ہوئی۔ یہ دراصل یہودی مذہب کے تھے۔ مگر مسیحیت قبول

کرکے اس کا وعظ اکثر ہائڈ پارک میں بنہایت درد بھرے الفاظ میں کیا کرتے تھے - ان میں صداقت کی ایک تڑپ محسوس ہوتی تھی - عام مسیحی واعظین کی طرح نہ تھے - اسی واسطے میں نے ان سے رابطہ اتحاد بڑھایا - ان کے متعلق مفتی صاحب کے آنے کے قبل میں رپورٹیں ارسال خدمت کرچکا تھا - اور امید تھی - کہ خدا کے فضل سے ایک روز صداقت اسلام ان کے دل پر اثر کر جائیگی - پھر یہ صاحب جنگ میں بھرتی ہو کر چلے گئے - مگر بیمار ہو کر واپس چلے آئے - اور اس طرح سے پھر تعلقات ان کے ساتھ قائم رہے - اس کا پہلا نتیجہ یہ ہوا - کہ موجودہ عیسائیت سے کنارہ کش ہو گئے - اور مسیحیت کے وعظوں کو بند کر دیا - یہ ایک عالم شخص ہیں - خاصکر زبان عبرانی - روسی میں بڑی مہارت رکھتے ہیں - اور سچائی کی وجہ سے کسی سے دبنے والے نہیں - اسواسطے مسیحیت کا برملا انکار کرکے تحقیق حق کے واسطے سرگرداں رہے کئی دفعہ ہمارے لیکچروں میں بھی آیا - اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور احمد مرسل من اللہ کی مسیحیت پر بحثیں ہوتی رہی - آخر ایک خواب کی بنا پر روح القدس کی خاص امداد سے اسقدر متاثر اور صاف قلب ہوئے - کہ کل سہ پہر کو بطیب خاطر سلسلہ عالیہ میں داخل ہو کر حضور کی بیعت بذریعہ خط کرتے ہیں الحمد للہ ثم الحمد للہ ؕ

بڑی خوشی کی یہ بات ہے - کہ یہ شخص نہایت صاف گو - اخلاص والا اور جوش رکھنے والا ہے - اللہ تعالےٰ سے دُعا ہے - کہ اپنے فضل اور رحم سے ان کو استقلال بخشے - اور اسلام حقہ میں مزید تقویت عطا کرے - آمین ثم آمین

انہوں نے اپنے خط میں اپنی بیعت کا حال حضور کی خدمت میں لکھا ہے - مختصر یہ ہے - کہ خواب میں دیکھا کہ وہ ایک چٹان پر ہیں - اور ادہر سے ایک رسہ لٹکا ہوا ہے جس کے پکڑنے کے واسطے ایک صاحب کوئی عمامہ والے سفید لباس لمبا ہاتھ بڑھا کر اشارہ کر رہے ہیں میں نے ان کو تفسیر اعتصموا بحبل اللہ ثانی اور حضرت مسیح موعودؑ کا فوٹو دکھایا - جس پر اس نے بعض مختلف کا بیان پیش کیا - اور پھر میں نے حضور کا فوٹو (حضرة خلیفة المسیح ثانی محمود احمدؑ) دکھایا - تو اس نے پہچان لیا - اور کہا کہ صرف لباس کا فرق ہے - سفید لباس تھا - شکل وہی ہے - میں نے سفید لباس تقویٰ اور طہارت پر دال ہے - اس پر اس نے بہت ساری دعا کہنے کے بعد بشرح صدر اقرار بیعت پڑھا - اور دعا ربّ انی ظلمت نفسی تین دفعہ پڑھ کر اپنا نام ثبت کر دیا - الحمد للہ ؕ

رُوداد جلسہ احمدیہ جماعت گورداسپور

مورخہ ۲۲/۱۰/۱۹ بروز چہارشنبہ دوپہر کی گاڑی حضرة حافظ روشن علی صاحب بمعیت حافظ جمال احمد صاحب گورداسپور تشریف لائے - اور شام کے آٹھ بجے شیخ مختار احمد صاحب بیرسٹرایٹ لاء کے مکان کے صحن میں جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی - جناب حافظ روشن علی صاحب نے "حقیقت مذہب" پر ایک پُرمعارف و عالمانہ تقریر فرمائی - جس کے دوران میں انہوں نے انسان کے لئے مذہب کی پابندی کی ضرورت اور اس کا لازمی قرار دیا جانا اور دیگر حیوانات کے مذہب سے آزاد ہونے کے وجوہات بیان فرمائے - نیز یہ بھی بتلایا - کہ ہر ایک انسان کو الہام کیوں نہیں ہوتا - دوران تقریر میں حافظ صاحب نے مختصراً سلسلہ احمدیہ کا ذکر فرمایا - اور اللہ تعالےٰ کا اپنی قدرت اور اپنے علم کے ذریعہ سے انبیاء کی شہادت دینے کے متعلق مفصل ذکر فرمایا - اسی کے مطابق انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو مبرہن کیا - حضرت حافظ صاحب کی تقریر گیارہ بجے ختم ہوئی -

دوسرے روز (مورخہ ۲۳/۱۰/۱۹ بروز پنجشنبہ) بوقت ۸ بجے حافظ جمال احمد صاحب نے "اسلام میں سلسلہ احمدیہ کی ضرورت" پر ایک مبسوط و مفصل تقریر فرمائی ؕ

بعد ازاں شیخ چراغدین صاحب مبلغ ضلع گورداسپور نے صداقت مسیح موعود پر ایک مختصر سی تقریر فرمائی - جس کے ضمن میں انہوں نے مدعی نبوت کے دعویٰ کو پرکھنے کے لئے دو معیار قرآن کریم سے بتلائے - شیخ صاحب کی تقریر گیارہ بجے ختم ہوئی - زاں بعد حضرت حافظ روشن علی صاحب نے دونوں صاحبوں کی تقریروں کا خلاصہ مطلب (بحیثیت پریزیڈنٹ جلسہ ہذا) بیان فرمایا - اور صبح کا اجلاس ختم ہوا -

اس کے بعد نماز ظہر کی ادائگی کے بعد یعنی دو بجے جناب حافظ روشن علی صاحب کا لیکچر "وفات مسیح اور خاتم النبیین" پر ہوا - حافظ صاحب نے پہلے وفات مسیح کے زبردست دلائل بیان فرمائے - اور پھر خاتم النبیین کی تشریح کی - اور ضمنی طور پر تسبیح و تحمید کی حقیقت مفصل بیان فرمائی - نیز فرمایا کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جھوٹا قرار دے کر قبول نہ کیا - لیکن آج جیسا کہ اس واقعہ کو انیس ۱۹ سو سال گذر چکے ہیں - ہم دیکھتے ہیں - کہ وہ ان میں طویل عرصہ میں کوئی بھی صادق پیش نہیں کر سکے اور کوئی بھی سچا ان کو نہیں ملا - اسی طرح نصاریٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی وروحی کو جھوٹا قرار دے کر رد کر دیا - ۱۳۰۰ سال کے عرصہ میں ان کو کوئی بھی صادق نہیں ملا - اور کوئی بھی سچا آدمی وہ پیش نہیں کر سکے - ان واقعات اور تجربوں سے قیاس کیا جاتا ہے - کہ حضرت مسیح موعودؑ کو رد کرکے ان کو مخالفین کو بھی کوئی سچا مسیح و مہدی تا قیامت ہرگز نہ ملیگا - حافظ صاحب کی تقریر ساڑھے چار بجے ختم ہوئی - تقریر پُرجوش - پُرمعارف و پُرحقایق تھی جملہ اجلاسوں میں حاضرین کی تعداد کا کثیر حصہ احمدیوں کا تھا - اگرچہ شہر میں بذریعہ ڈھول منادی کرا دی گئی تھی - لیکن سوائے معدودے چند اشخاص کے کوئی غیر احمدی نہ آیا - خیر ہماری طرف سے حجت پوری ہو گئی - اللہ تعالےٰ اس شہر کے لوگوں کو ہدایت فرماوے ؕ

خاکسار احقر عبد الرحیم احمدی - گورداسپور

المرقوم ۳۰/۱۰/۱۹

ممالک غیر کی خبریں

کوائف روس (شملہ ۳۰۔ اکتوبر) تازہ ترین خبروں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ شمالی روس کی وادی اونیگا میں جنگ جاری ہے۔ خاصکر اونیگا سے ۶۵ میل جنوب مشرق میں مقام پر چا سودا پر۔

مغربی روس کی خبر ہے۔ کہ شمال مغربی روسی فوج کے متعلق ۲۱۔ اکتوبر کی رپورٹ مظہر ہے کہ مقامات پالوسک اور ولاڈی مرسکا یا جو دینٹس ریلوے لائن پر واقع ہیں۔ ٹینکوں کی مدد سے فتح کئے گئے۔ بالشویک لیوگا کے مشرق میں اور بھی پیچھے ہٹا دئے گئے۔ اور ونیکوئی اور بیٹ کا یا کے سٹیشن تسخیر کر لئے گئے۔ روسی سوار سکوٹوں نے مقام میرو گی بیلا یا کو معہ ۲۰۰ قیدیوں کے قابو کیا۔ جنھوں نے ولاڈی مڈ لاجر پر بھی قبضہ حاصل کر لیا ہے۔

جنوبی روس۔ اکرین میں جنرل ٹیلورا کو برائزلو اور ٹیلٹین سے بھگا دیا گیا۔ اور اس کے ایک سو سپاہی اور ۱۸ کلدار توپیں معہ آرمی سٹاف گرفتار کر لی گئیں۔ والنیٹروں نے اورل کے مشرق میں نووسل پر پھر قبضہ کر لیا ہے۔ اور دشمن کے شدید حملوں کو مسترد کرنے کے بعد سوکس پر قابض ہو گئے ہیں۔ ۸۔ توپیں ۸ کلدار اور چند صد قیدی ان کے ہاتھ آئے۔

زار ٹزکن کے علاقہ میں والنٹیروں نے مقامات ڈبرو کا اور ہولنکایا کو معہ ۳۰۰ قیدیوں کے قبضہ میں کیا۔ کاسک لیگ اور لبتری لوکا اور برو کے شمال کی جانب بڑھ رہے ہیں۔ انھوں نے ۲ ہزار قیدی گرفتار کئے ہیں اور ایک توپ اور ۲۰ کلدار توپیں اور ۲۵ بار برداری کی گاڑیاں پکڑی ہیں ۞

مشرقی روس میں بالشویکوں کی رپورٹ کے مطابق وہ ٹوبالسک اور برڈ پولو سک ریلوے لائن کے کنارے کنارے پیشقدمی کر رہے ہیں ۞

شاہ الفانسو لنڈن میں (لنڈن ۲۴۔ اکتوبر) شاہ الفانسو پیرس سے لنڈن میں پہونچ گئے ہیں ۞

اشتہارات

احمدی حمائل شریف مترجم (الحم)

جس کے متعلق

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ

احباب کو خریداری کی تحریک فرما چکے ہیں۔ مجلد کپڑا للعہ

جلسہ پر آنیوالے احباب کیلئے ایک مفید اور نیک مشورہ

ایجنسی ہذا نے اس سال سے یہ تجویز کی ہے کہ احباب کی اپنی جماعت کے مختلف تاجروں۔ کاریگروں اور پیشہ وروں کی صنعت و حرفت اور دستکاریوں کے علاوہ دور دراز کے شہروں کی مختلف ساخت اور اشیاء بہم پہنچائی جائیں تاکہ جہاں اس مبارک موقعہ پر یاقوتِ من کل فجٍ عمیق کا نظارہ نصیب ہوتا ہے وہاں یاتیک من کل فج عمیق کا نظارہ بھی پورے طور پر نصیب ہو۔ اس لئے احباب اگر جلسہ کے موقعہ پر اپنی دستکاری کے اعلےٰ نمونہ۔ تجارت کی عمدہ اشیاء اپنے اپنے شہروں کے عمدہ اور قابل فروخت چیزیں یہاں لیتے آویں۔ تو ایجنسی ہذا کمیشن کے طور پر فروخت کر دیگی۔ انشاء اللہ قوی امید ہے۔ کہ ہم خرما و ہم ثواب کے مطابق دینی و دنیوی فائدہ رہیگا۔ ممکن تو کیا بلکہ یقین ہے کہ بعض غریب احباب کے سفر خرچ میں معتدبہ امداد مل سکیگی۔ جو احباب اس مشورہ سے فائدہ اُٹھانا چاہیں۔ وہ یکم دسمبر تک ایجنسی ہذا کو اشیاء آوردنی کی فہرست مع قیمت ارسال کریں تاکہ ایجنسی ہذا ان کے لئے خریدار بہم پہنچانے کی فکر کرے اشیاء کا عمدہ اور پائدار اور خالص ہونا ضروری ہے۔

جدید تبلیغی رسالے

دس ہزار روپیہ (۱۰۰۰۰) کا چیلنج دربارہ امام الزمان۔ اس معقول عام رسالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی مع دلائل بیان کر کے چیلنج دیا گیا ہے کہ امام الزمان پیش کرنے والے کو دس ہزار (۱۰۰۰۰) روپیہ انعام دیا جاویگا۔ قیمت ۳ر بغرض تقسیم ۶ عدد فی روپیہ

احمدؑ کی تعلیم نہایت دلچسپ اور مفید ٹریکٹ حال میں شائع ہوا ہے۔ فی روپیہ ۲۵ عدد

انگریزی ٹریکٹ اعلان جسمیں بتایا گیا ہے کہ زندگی میں سچی کامیابی مسیح موعود کو ماننے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ فی روپیہ ۲۰ عدد۔ قیمت ۱ر

پیغام امام تقریر لدھیانہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک دلچسپ تبلیغی تقریر۔ قیمت ۳ر

خطبہ عید الفطر از حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ اس میں سورۃ والناس کی لطیف تفسیر بیان کی گئی ہے۔ قیمت ۱ر

ملفوظات احمدؑ حضرت مسیح موعود کے مختلف نکات و معارف جو سنہ ۱۹۰۱ء میں مختلف اوقات میں بیان فرمائے۔ قیمت ۵ر ۞ سلسلہ احمدیہ کی کل تصانیف پتہ ذیل سے طلب کریں۔

محمد فخر الدین ملتانی مہتمم احمدیہ بک ایجنسی قادیان

گلدستہ احمدیہ حصہ اول

یہ مجموعہ غزلیات یعنی احمدی شعراء کا مختلف کلام تبلیغی رنگ میں جو بدر و الحکم و الفضل میں چھپتا رہا ہے۔ اسکو کتابی صورت میں خاکسار نے جمع کیا ہے۔ نہایت اعلیٰ اعلیٰ غزلیات انتخاب کر کے چھاپی گئی ہیں۔ اسیطرح پر اور حصص بھی تیار کئے جاوینگے۔ قیمت حصہ اول ۳ر

دوکان محمد یامین تاجر کتب۔ قادیان
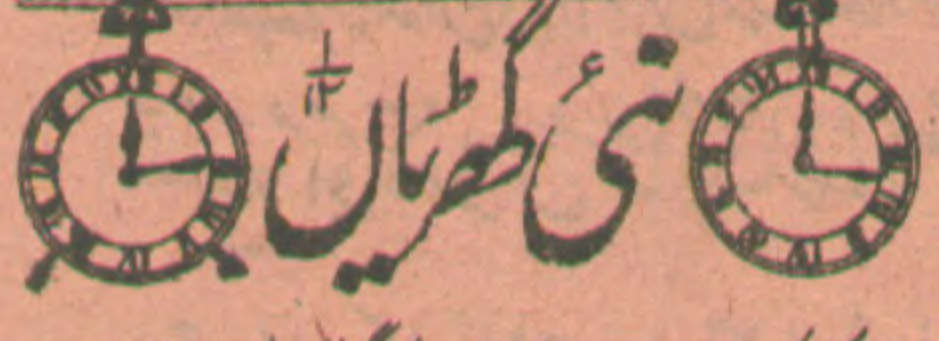
نئی گھڑیاں

جیبی و کلائی کی گھڑیاں قیمت کم از کم للعہ صہ سے ۳ر علاوہ محصول

ہفت روزہ۔ تاریخ و چاند کا گھنٹا و بڑھنا دکھلانیوالی ملند ہمیشہ میں چمکنے والی۔ نیز زنانہ خوبصورت چوکیدار گھڑیاں کم و بیش قیمت کی موجود ہیں۔ ضرورتمند احباب پتہ ذیل پر فرمائش کریں ہم برادرانہ تعلق کو مدنظر رکھکر اچھا مال بھیجیں گے

جگانیوالے بڑے ٹائم پیس وزنی مضبوط قسم زیادہ عمر تک چلنے والے قیمت چھ روپے

المشتہر:۔ ایچ سخاوت علی احمدی مرچنٹ اینڈ واچ ریپرر شاہجہانپور

مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ؁

یعنے جب تک ہم ایک رسول کو مبعوث نہ کریں ۔ دنیا میں عذاب نازل نہیں کرتے

اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا

یعنے ضرور ضرور اللہ تعالےٰ اس اُمت کے لئے ہر صدی کے شروع میں ایک ایسے شخص کو مبعوث کرے گا ۔ جو دین کو تازہ کریگا

مَنْ مَّاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِهٖ فَقَدْ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً

یعنی جو شخص مرگیا اور اپنے زمانہ کے امام کو نہیں پہچانا ۔ وہ بیشک جاہلیت کی موت مرا یعنی اسلام سے پہلے کی جاہلیت کے زمانہ کے کافروں کی موت مرا

(۱) اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک کلاموں کے مطابق حضرت اقدس میرزا غلام احمد صاحب قادیانی اس چودہویں صدی کے مجدد اعظم ربانی امام زمان اور مرسل من اللہ ہیں ۔ اس لئے آپ کا انکار اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول کریم کا انکار ہے ؁

(۲) آپکے ہر ایک منکر کو یہ چیلنج دیا جاتا ہے کہ اگر آپ اپنے اِن دعووں میں (نعوذ باللہ) سچے نہیں ۔ تو اور کون اس زمانہ میں مذکورہ بالا کلاموں کے مطابق سچا مدعی ہے ۔ اُسے پبلک میں پیش کیا جائے اور ہم سے مقررہ دس ہزار روپیہ کا انعام حاصل کیا جائے ؁

(۳) اب مبارک ہے وہ شخص جو اسلام کی ان صداقتوں کو قبول کرتا ہے ۔ اور دوسروں تک پہنچاتا ہے ۔ اور اس طرح دونوں جہاں میں خدا کی نعمتوں کا وارث ہوتا ہے ۔ اور بدبخت ہے وہ شخص جو اسلام کی ان عظیم الشان صداقتوں کو نہ خود قبولتا ہے نہ دوسروں تک پہنچا سکتا ہے ۔ بلکہ ان کی راہ میں روک ہوکر آخرت میں اس گروہ کے ساتھ جا ملتا ہے ۔ جو بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہتے ہونگے ۔ لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۔ یعنی اگر ہم سنتے اور سمجھتے تو آج ہم اہل دوزخ نہ ہوتے ۔

(۴) اس چیلنج کے متعلق حسب ذیل رسالے احمدیہ بک ایجنسی قادیان سے مل سکتے ہیں :۔ "ایک چیلنج درباره امام زمان" ۳/ "اُمت محمدیہ میں مجدد دین" ۔ ۲/ اظہار صدق ؁ ۳/

خاکسار

عبد اللہ الہ دین ۔ الہ دین بلڈنگس اکسفورڈ اسٹریٹ سکندرآباد دکن

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا)